اخباری رپورٹیں

امریکہ اور عالم اسلام

مغرب اور اسلام

مشہور امریکی دانشور اور وائٹ ہاؤس کے ایک سابق ملازم جناب فرانسس فیکو ہاما نے اپنے ایک فکر انگیز مضمون میں پوری دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ

"کمیونزم کے زوال کے بعد اور آزاد معاشی نظام کی فتح کے بعد تاریخ کا سفر ختم ہو گیا ہے"

"اشتراکیت کی شکست کے بعد اور سرمایہ داری نظام کی فتح کے بعد اگر دنیا میں کوئی دوسری قوت اس نظام کو چیلنج دے سکتی ہے تو وہ اسلام ہے جس میں ارتقاء کی لازوال قوت موجود ہے"

(جنگ لندن، اداراتی صفحہ، مضمون آغا سید مسعود حسین۔ ۱۸ جنوری ۹۱ء)

کشمیر کے بارے میں امریکی منصوبہ

واشنگٹن (نمائندہ جنگ) امریکہ پاکستان پر اس بات کے لیے دباؤ بڑھا رہا ہے کہ وہ (پاکستان) مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں کی جو مدد کر رہا ہے، اسے بند کر دے تا کہ امریکہ ایک "آزاد" کشمیر کے لیے اپنا پروگرام شروع کر سکے جس پر تقریباً" تین سال سے عمل کرنے کا پروگرام بن رہا ہے۔ یہ اطلاع مختلف ذرائع سے حاصل شدہ خبروں پر مبنی ہے۔ آزاد کشمیر کے پروگرام پر ان ہی خطوط پر کام ہو رہا ہے جن خطوط پر جہاد افغانستان کو چلایا جا رہا تھا جہاں پاکستان نے زبردست قربانیاں دیں لیکن اب افغان مجاہدین کے گروپوں کو امریکہ اس بات پر ابھار رہا ہے کہ افغانستان میں ایک ایسی اعتدال پسند حکومت قائم ہو جائے جو پاکستان کی مخالف ہو۔ امریکی دفتر خارجہ کے ایک مشیر جو جنوبی ایشیائی امور پر نہایت تجربہ کار یہودی سکالر ہیں اور جن کا نام (پروفیسر) سٹیفن کوہلن ہے، ان کا کہنا ہے کہ جموں جو ہندو اکثریت کا علاقہ ہے، اسے بھارت کے ساتھ رہنا چاہئے جبکہ وادی کشمیر کو اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہئے کہ وہ جس ملک کے ساتھ شامل ہونا چاہتی ہے، شامل ہو جائے۔ پھر وہ

ایک ڈھیلی ڈھالی فیڈریشن کی تجویز بھی پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کشمیری امریکن کونسل کا کردار بھی کسی قدر ناقابل فہم ہے جو ۸۹ء میں بنائی گئی تھی۔ اس دوران صدر بش نے ایک کشمیری امریکی کو ایک خط میں وارننگ دی کہ اگر کشمیریوں کی جدوجہد میں پاکستان نے اپنی حمایت بند نہ کی اور یہ سلسلہ بدستور جاری رہا تو بھارت کو پاکستان پر حملہ کرنے کا ایک بہانہ مل جائے گا۔ وہ کشمیری لیڈر ڈاکٹر غلام نبی فال اور ڈاکٹر ایوب ٹھاکر بھی کھلم کھلا ایک ”آزاد“ کشمیر کی بات کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کا مطلب یہ نہیں کہ کشمیریوں کو پاکستان یا بھارت میں شامل رہنا چاہیے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۲۸ جون ۹۲ء)

پاکستان کی امداد کی بحالی کے لیے امریکی شرائط

امریکی غیر ملکی امداد کے بل کی جو شکل اس وقت طے پائی ہے اس کے پیرا (۹۳۶) میں کہا گیا ہے کہ

۱۔ امریکی صدر ہر سال اس مفہوم کا ایک سرٹیفکیٹ جاری کریں گے کہ حکومت پاکستان ارادہ رکھتی ہے کہ پاکستان کے دستور کے مطابق ایسے آزادانہ اور منصفانہ انتخابات جماعتی بنیادوں پر کرائے گی جن میں تمام اہل ووٹروں کو رائے دینے کا حق ہوگا۔ اگر کسی سال ایسا سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے پہلے مذکورہ نوعیت کے انتخابات منعقد کرائے جا چکے ہوں گے تو سرٹیفکیٹ میں ان کا ذکر کیا جائے گا۔

۲۔ امریکی صدر یہ سرٹیفکیٹ بھی جاری کریں گے کہ حکومت پاکستان نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا ازالہ کرنے میں نمایاں اور مشہور ترقی کی ہے۔ خاص طور سے شہریوں کو اذیت دینے، غیر متحارب شہریوں پر مسلح حملے کرنے، طویل عرصہ تک من مانے طور پر لوگوں کو نظر بند رکھنے اور سیاسی بنیادوں پر قید وبند کے احکامات جاری کرنے کا عمل نمایاں طور پر کم کر دیا گیا ہے۔

۳۔ حکومت پاکستان نے پر امن اجتماعات کے انعقاد اور تمام شہریوں کے اس حق کا احترام کرنے میں نمایاں ترقی کی ہے کہ وہ سیاسی سرگرمیوں میں آزادانہ حصہ لے سکیں۔

۴۔ اقلیتی گروہوں مثلاً احمدیوں کو مکمل شہری اور مذہبی آزادی نہ دینے کی روش سے باز آرہی ہے اور تمام ایسی سرگرمیاں ختم کر رہی ہے جو مذہبی آزادیوں پر قدغن عائد کرتی ہیں۔

پیرا (۲۹۷) میں منشیات کی تیاری، فروخت اور استعمال وغیرہ سے متعلق بعض شرائط عائد کی گئی ہیں جبکہ پیرا (۹۲۴) میں کہا گیا ہے کہ اگر بھارت اپنی جوہری سہولتوں اور ساز وسامان پر جامع تحفظات قبول کر لے تو پاکستان کو ملنے والا استثنا ختم ہو جائے گا۔ ہاں اگر صدر امریکہ تصدیق کریں گے کہ پاکستان نے بھی ویسے ہی تحفظات قبول کر لیے ہیں تو اس کی امداد جاری رہ سکے گی۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۵ مئی ۸۷ء)

تیل سعودی عرب کا، کنٹرول امریکہ کا

واشنگٹن (رائٹر) واشنگٹن پوسٹ نے انکشاف کیا ہے کہ امریکی حکومت طویل عرصہ سے سب سے زیادہ تیل برآمد کرنے والے ملک سعودی عرب پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ تیل کی عالمی قیمتیں امریکہ کی مرضی کے مطابق رہیں۔ امریکی وزارت خارجہ کی جو دستاویزات اخبار مذکورہ کے ہاتھ لگی ہیں، ان کے مطابق اگرچہ دونوں ملک اس امر سے انکار کرتے رہے ہیں مگر درحقیقت وہ تیل کے نرخوں میں تعاون کرتے رہے ہیں۔ وزارت خارجہ کی دستاویزات اور قانونی کاغذات مذکورہ اخبار نے فریڈم آف انفارمیشن ایکٹ کے تحت حاصل کیے تھے۔ ان کے مطابق جب تیل کے نرخ ۳۰ ڈالر فی بیرل تک پہنچ گئے تو امریکہ نے سعودی عرب پر دباؤ ڈالا تا کہ نرخ کم ہوں۔ اسی طرح جب دو سال بعد یہ نرخ گر کر ۱۰ ڈالر فی بیرل تک پہنچ گئے تو ریاض حکومت کو پھر مجبور کیا گیا۔ گزشتہ ہفتہ کے قانونی کاغذات کے مطابق امریکی محکمہ خارجہ نے تسلیم کیا کہ تعاون کی یہ پالیسی اب بھی جاری ہے۔ ان دستاویزات سے یہ بات عیاں نہیں ہوئی کہ امریکہ نے کبھی سعودی عرب سے یہ کہا ہو کہ تیل کا نرخ کیا ہونا چاہیے۔ اس کا طریق کار یہ رہا ہے کہ وہ تیل کے نرخوں میں تبدیلی کے بارے میں بالواسطہ تجویز پیش کرے اور یہ ظاہر کرے کہ تبدیلی نہ کی گئی تو کیا نقصان ہوگا۔ سعودی عرب نے اکثر اوپیک کے اجلاس میں اپنی تجاویز سے امریکہ کو پیشگی مطلع کر دیا۔ سعودی عرب سب سے زیادہ تیل برآمد کرنے والے ملک کی حیثیت سے تیل کی پیداوار کم یا زیادہ کر کے تیل کی قیمتوں کو کم یا زیادہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

پاکستان سے امریکہ کے تعلقات

واشنگٹن (ریڈیو رپورٹ) امریکہ نے پاکستان پر زور دیا ہے کہ وہ اشتعال انگیزی پر قائم

کیے گئے مذہبی قوانین کو کالعدم قرار دے دے۔ یہ قوانین اسلام کی بے حرمتی سے تحفظ پہنچانے کے لیے کیے گئے ہیں۔ وائس آف امریکہ کے مطابق امریکی محکمہ خارجہ نے حقوق انسانی سے متعلق اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا ہے کہ پاکستان کے یہ قوانین ملک میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کے خلاف تنگ نظری کے حامل ہیں اور اکثر اشتعال انگیزی کو ہوا دیتے ہیں۔ ان قوانین کا اطلاق عیسائیوں' ہندوؤں اور قادیانی فرقے کی اقلیت پر ہوتا ہے۔ قادیانی خود کو مسلمان قرار دیتے ہیں لیکن حکومت پاکستان ان کو مسلمان قرار نہیں دیتی ہے۔ امریکی سینٹ کے اجلاس کے دوران نائب امریکی وزیر خارجہ رابن رافیل نے بتایا کہ پچھلے دس سال میں حکومت پاکستان نے ۱۵ بار اسلام کی بے حرمتی کی فرد جرم عائد کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک بات تو واضح ہے کہ توہین رسالتؐ سے متعلق بیشتر مقدمات یا تو ذاتی عناد کی بنیاد پر قائم کیے گئے ہیں یا پھر اقلیتوں کو ڈرا دھمکا کر سیاسی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عدالتوں میں جب بھی اس نوعیت کے مقدمات کی سماعت ہوتی ہیں تو اکثر کٹر یا انتہا پسند مسلمان بڑی تعداد میں جرح سننے کے لیے وہاں بیٹھے ہوتے ہیں اور دھڑلے سے نہ صرف ملزموں کو مرعوب کرتے ہیں بلکہ جج صاحبان کو بھی دھمکایا جاتا ہے۔ رابن رافیل نے کہا کہ اس قسم کے واقعات کی بنا پر حکومت پاکستان کے لیے یہ بات ناممکن ہو کر رہ جاتی ہے کہ وہ سیاسی بنیادوں پر ان مذہبی قوانین میں نرمی لا سکیں۔ نائب وزیر خارجہ نے کہا کہ ایک مرتبہ تو امید ہو گئی تھی کہ قوانین کو نرم کر دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم امریکہ میں صدائے احتجاج بلند کرتے رہیں گے۔ ہم اس ضمن میں حکومت پاکستان سے بات چیت جاری رکھیں گے۔ محکمہ خارجہ کی رپورٹ میں پاکستان میں حقوق انسانی کی صورت حال پر ملا جلا رد عمل ظاہر کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ حکومت پاکستان کو انسانی حقوق کی صورت حال بہتر بنانے میں مشکلات کا سامنا ہے۔ اس میں حکام کے ان وعدوں کا حوالہ دیا گیا ہے جو انہوں نے عورتوں' بچوں اور اقلیتوں کے ساتھ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے نمٹنے کے لیے کیے تھے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سرکاری فوجیں اور غیر سرکاری تنظیمیں لوگوں کی بڑی تعداد کی ہلاکتوں کی ذمہ دار تھیں۔ فوج اور نیم فوجی دستوں نے کراچی میں امن وامان کی بحالی کی کوششوں کے سلسلے میں طاقت کا حد سے بڑھ کر استعمال کیا۔ رپورٹ میں پاکستان پر اپنے سیاسی مخالفین پر مقدمات کے ذریعے انہیں ہراساں کرنے اور انہیں گرفتار کرنے کا الزام لگایا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ حکومت نے خلاف ورزیوں کے ذمہ دار سیاسی اور عدالتی نظام

کی اصلاح کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ خواتین مسلسل بد سلوکی اور آبرو ریزی کا شکار ہیں۔ محکمہ خارجہ کی رپورٹ میں بھارت کے حوالہ سے کہا گیا ہے کہ اس نے حقوق انسانی کو بہتر بنانے کے سلسلے میں نمایاں پیش رفت کی ہے اور کشمیر کی جیلوں میں پہلی بار ریڈ کارس کی ٹیم کو جانے کی اجازت دی گئی تاہم سکیورٹی فورسز کے ہاتھوں حریت پسندوں اور کشمیریوں کی ہلاکت کی کاروائیاں اسی طرح جاری ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ بھارت کے تمام صوبوں میں سرکاری طور پر تشدد اور اذیت رسانی کے بارے میں شہادتیں ملی ہیں۔ اگرچہ ان کاروائیوں کے خلاف قوانین موجود تھے مگر حکومت نے کچھ نہیں کیا۔ رپورٹ میں مشرقی پنجاب کی صورت حال پہلے کے مقابلے میں بہتر ہونے کی تصدیق بھی کی گئی ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۸ مارچ ۹۶ء)

امریکہ اور اسلام کا کردار

پاکستان کے لیے امریکی سفیر تھامس سائمنز نے اپنی حلف برداری کے بعد واشنگٹن میں کہا ہے کہ پالیسی کے اعتبار سے پاکستان امریکہ کے لیے اہم حیثیت رکھتا ہے۔ تاہم بہت سے قابل تشویش مسائل ہیں جو امریکہ اور پاکستان کے تعلقات میں اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں حال اور مستقبل کی دنیا میں اسلام کا کردار اور انسانی حقوق کا احترام ایسے مسائل شامل ہیں۔ یہ درست ہے کہ پاکستان اور امریکہ اس ضمن میں انسانی حقوق' ایٹمی پروگرام اور منشیات کا ذکر کرتا ہے لیکن ہمارے نزدیک امریکہ کی ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت' کشمیر اور ایٹمی پروگرام کے مسئلہ پر ترجیحی سلوک اور پاک بھارت تنازعات کے ضمن میں ہمارے ازلی دشمن کی جا وبیجا حمایت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں تاہم جہاں تک اسلام کے کردار کا تعلق ہے تو یہ ہرگز قابل تشویش یا متنازعہ امر نہیں۔ یہ امن اور سلامتی کا دین ہے جو ڈیڑھ ہزار سال سے دنیا کو اپنی فیوض وبرکات سے مستفید ہونے کی دعوت دے رہا ہے۔ اسلام نے کسی یہودی' عیسائی حتیٰ کہ مرتد اور ملحد کو بھی راندہ درگاہ قرار نہیں دیا بلکہ اپنے ماننے والوں کو سب کے ساتھ صلح و آشتی سے رہنے اور اعلیٰ ترین انسانی واخلاقی اقدار پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی ہے۔ اگر امریکہ اور یورپ چاہیں تو وہ پرامن بقائے باہم کے اصول کے تحت مسلمانوں کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ جو مزاحمت اور کشمکش جاری ہے وہ امریکہ اور مغرب کی پیدا کردہ ہے جس نے اسلام کو ہوا بنا لیا ہے ورنہ مسلمان امریکہ اور مغرب کی

تعمیر و ترقی میں شریک ہیں اور اب یہ سب سے زیادہ فروغ پذیر مذہب کی حیثیت سے امریکہ اور یورپ کے دروازے پر بھی دستک دے رہا ہے۔ اگر عیسائی اور یہودی تعصب کے زیر اثر مسلمانوں کو فنڈا مینٹلسٹ قرار دے کر دہشت گردی کے سلسلے میں مطعون کیا جائے تو اس میں مسلمانوں کا کوئی قصور نہیں۔ جہاں تک اسلامی فنڈا مینٹلز کا تعلق ہے تو ہر مسلمان ان پر ایمان رکھتا ہے مگر وہ "معروف معنوں" میں فنڈا مینٹلسٹ قرار نہیں پاتا۔ اگر امریکی صدر بائبل پر حلف لے کر اور ملکہ برطانیہ چرچ کی سربراہ ہو کر بھی فنڈا مینٹلسٹ نہیں تو صرف مسلمانوں پر ہی یہ الزام کیوں؟ البتہ مسلمانوں کی یہ خواہش ضرور ہے کہ امریکہ یا مغرب ان پر اپنی مرضی کا اسلام مسلط نہ کریں جو ارکان اسلام سے بالکل معرا اور مغربی کلچر کا ملغوبہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ آج بھی مسلمان مغرب اور امریکہ کے مقابلے میں زیادہ فراخ دل' کشادہ ظرف اور وسیع النظر ہیں۔ یہ ان کا اپنا تعصب ہے جو انہیں مسلمانوں کے خلاف پراپیگنڈے پر اکساتا ہے۔

(ادارتی نوٹ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۸ جنوری ۹۷ء)

افغانستان کو تقسیم کرنے کی امریکی سازش

افغانستان کے راستے وسطی ایشیائی جمہوریاؤں میں اسلام کی اشاعت روکنے کے لیے افغانستان کے شمالی علاقوں پر مشتمل علیحدہ ریاست "خراسان" قائم کرنے کی سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ افغان ذرائع کے مطابق اس سازش میں فرانس' ترکی اور روس کے علاوہ امریکہ شامل ہیں۔ ان ذرائع کے مطابق اس سلسلے میں گزشتہ دنوں ازبکستان میں امریکی سفیر نے ازبک ملیشیا کے سربراہ جنرل رشید دوستم سے تاشقند میں ملاقات کی ہے جس میں مبینہ طور پر مجوزہ طور پر ریاست کے معاملے پر تفصیلی بات چیت کی گئی۔ واضح رہے کہ جنرل رشید دوستم نے ترکی کے سابق وزیر خارجہ جیمز بیکر سے بھی ملاقات کی تھی۔ افغان ذرائع کا کہنا ہے کہ حکمت عملی کے لحاظ سے فرانس' ترکی' روس اور امریکہ افغانستان کے شمالی علاقوں میں دلچسپی رکھتے ہیں کیونکہ مجوزہ ریاست "خراسان" بقیہ افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک کے درمیان بفر زون کا کردار ادا کرے گی اور اس طرح افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک کے درمیان ایک تیسری ریاست اسلام پھیلانے کے سلسلے میں رکاوٹ بنی رہے گی۔ جنرل دوستم کے ساتھ ساتھ نجیب دور کے کمیونسٹ عناصر بھی اس بفر زون میں بنیادی کردار ادا کریں گے۔ مجوزہ بفر زون کی سرحدیں' ازبکستان کے علاوہ تاجکستان اور بقیہ افغانستان سے ملیں گی۔

(روزنامہ جنگ لندن۔ ۲۵ مئی ۹۳ء)